قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

جمعرات 30 ستمبر 2021ء | 22 صفر 1443 ہجری قمری | 30 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:232

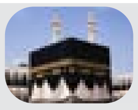

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۴﴾

(البقرہ:154)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

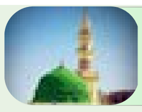

فرمانِ رسول ﷺ

مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے

حضرت صہیبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجالاتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو یہ امر اس کے لیے خیر کا موجب ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لیے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔

(مسلم،کتاب الزھد باب المؤمن امرہ کلہ خیر)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

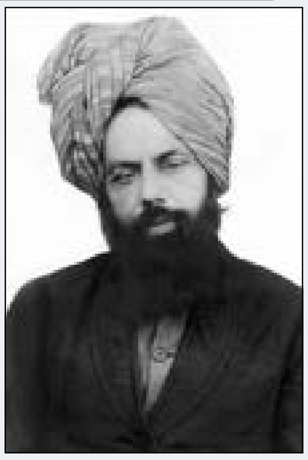

یاد رکھو مشکلات کا آنا ضروری ہے

’’ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت ﷺ کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار، اور برادری الگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بھائی بہن بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔تم انبیاء و رسل سے زیادہ نہیں ہو، ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو، پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء و رُسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو، تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے۔ ورنہ چاہئے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلے میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ ان سے دنگہ یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کرکے دکھاؤ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو، بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش سے مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا، تو خود اسے شرم آ جاتی ہے۔ اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 156-157۔ الحکم 30 ستمبر 1904ء)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

صبر ایک ایسا خلق ہے، اگر کسی میں پیدا ہو جائے یعنی اس طرح پیدا ہو جائے جو اس کا حق ہے تو انسان کی ذاتی زندگی بھی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آ جاتا ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ صبر کرنے کا حق کس طرح ادا ہو؟ اس کو آزمانے کے لئے ہر روز انسان کو کوئی نہ کوئی موقع ملتا رہتا ہے، کوئی نہ کوئی موقع پیدا ہوتا رہتا ہے کوئی نہ کوئی دکھ، مصیبت، تکلیف، رنج یا غم کسی نہ کسی طرح انسان کو پہنچتا رہتا ہے، چاہے وہ معمولی یا چھوٹا سا ہی ہو۔ تو اس آیت میں فرمایا کہ جب کوئی ایسا موقع پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو تمہیں اس دکھ، تکلیف، پریشانی یا اس مشکل سے نکال سکتی ہے اس لئے اس کے سامنے جھکو، اس سے دعا مانگو کہ وہ تمہاری تکلیف اور پریشانی دور فرمائے لیکن دعا بھی تب ہی قبولیت کا درجہ پاتی ہے جب کسی قسم کا بھی شکوہ یا شکایت زبان پر نہ ہو اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کبھی نہ ہو بلکہ ہمیشہ صبر کا مظاہرہ ہو اور ہمیشہ صبر دکھاتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو اور اس سے عرض کرو کہ اے اللہ! میں تیرے سامنے سر رکھتا ہوں، تیرے سامنے جھکتا ہوں، تجھ سے ہی اپنی اس پریشانی اور تکلیف اور مشکل کو دور کرنے کی التجا کرتا ہوں۔ میں نے کسی اور کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا۔ یہ تکلیف یا پریشانی جو مجھے آئی ہے میری کسی غلطی کی وجہ سے آئی ہے یا میرے امتحان کے لئے آئی ہے میں اس کی وجہ سے تیرا نافرمان نہیں ہوتا، نہ ہونا چاہتا ہوں، اس کو دور کرنے کے لئے میں کبھی بھی غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکتا۔ بلکہ صبر سے اس کو برداشت تو کر رہا ہوں لیکن تجھ سے اے میرے پیارے خدا! میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے اس سے نجات دے اور ساتھ ہی یہ بھی التجا کرتا ہوں کہ اس امتحان میں، اس ابتلاء میں مجھے اپنے حضور میں ہی جھکائے رکھنا کبھی کسی غیر اللہ کے در پر جانے کی غلطی مجھ سے نہ ہو۔ اور یہ صبر اور یہ تیرے در پہ جھکنا اے اللہ! تیرے فضل سے ہی ہوسکتا ہے اور اے اللہ! کبھی اپنے نافرمانوں میں سے مجھے نہ بنانا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یہ رویّہ تمہارا ہوگا اور اس فکر اور کوشش سے تم میرے در پر آؤ گے تو میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پھر ایسے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ایسے ایسے راستوں سے اس کی مدد کرتا ہے جہاں تک انسان کی سوچ بھی نہیں جا سکتی۔

(خطبہ جمعہ 13/ فروری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- ہماری جاں خلافت پر فدا ہے (منظوم)
- بد رسوم کی طرف جانے کا بہانہ ’’لوگ کیا کہیں گے؟‘‘
- تعارف صحابہ کرامؓ
- سورۃ بنی اسرائیل کا تعارف

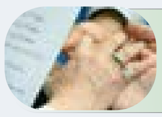

دربارِ خلافت

یہ استقلال دکھانے کا موقع ہے نہ کہ رونے کا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت جان محمد صاحبؓ ولد عبدالغفار صاحب ڈسکوی فرماتے ہیں کہ ’’1903ء میں ہم احمدیوں کی سخت مخالفت ہوئی اور خاص کر میری کیونکہ میں ڈسکہ میں پہلا احمدی تھا اور مجھے زیادہ تکلیف دیتے تھے۔ سقّہ اور خاکروب کو بھی روکا گیا۔‘‘ یعنی پانی ڈالنے والے کو اور صفائی کرنے والے کو روکا گیا۔ سقّہ نے یہ کہہ کر کہ مجھے تحصیلدار صاحب کہتے ہیں کہ مولوی صاحب کو پانی دیا کرو، ان کو کہا کہ اگر تم نے مجھے روکا تو مَیں تحصیلدار صاحب سے کہوں گا کیونکہ مجھے اُن کا حکم ہے کہ ان کا پانی نہیں روکنا۔ خیر اُس سے تو وہ رک گئے۔ اور خاکروب کو جب کہا (خاکروب وہاں ہمارے پاکستان میں عموماً عیسائی یا ایسی cast کے ہوتے ہیں جس کو عموماً لوگ پسند نہیں کرتے، حالانکہ کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہئے) تو بہرحال کہتے ہیں اُس نے یہ کہا کہ نہ مولوی صاحب تمہارے ساتھ کھاتے ہیں نہ تم لوگ۔ (یعنی کھانا تو اکٹھے تم لوگ کھاتے نہیں۔ نہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں نہ تم کھاؤ) پھر انہوں نے اس میں یہ شرط رکھی کہ اگر تم ہمارے ساتھ کھالو تو پھر مولوی صاحب کو چھوڑ دیں گے۔ وہ شرمندہ ہوئے لیکن مخالفت کرتے رہے۔ خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں لکھا کہ لوگ میرا پانی بند کرتے ہیں اور مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اگر مولوی فیروز دین اور چوہدری نصراللہ خان صاحب پلیڈر احمدی ہو جائیں تو جماعت میں ترقی ہو جائے گی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے جواباً لکھا کہ آپ یہ خیال مت کریں کہ فلاں احمدی ہو جائے گا تو جماعت بڑھے گی۔ آپ صبر کریں اور نمازوں میں دعائیں کریں۔ یہ سلسلہ آسمانی ہے انشاء اللہ بڑھے گا اور زمین کے کناروں تک پہنچے گا اور سب سعید روحیں اس میں داخل ہوں گی۔ مسجدیں احمدیوں کی ہوں گی، آپ گھبرائیں نہیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 41 روایات حضرت جان محمد صاحبؓ ڈسکوی)

اور اللہ کے فضل سے جماعت وہاں پھیلی بھی۔ پس یہ مسجدیں احمدیوں ہی کی ہونی ہیں جتنی چاہے پابندیاں لگاتے رہیں یا وہاں آپ کی مخالفتیں کرتے رہیں۔ حضرت عبداللہ صاحبؓ ولد اللہ بخش صاحب فرماتے ہیں کہ ’’حضور انور کا وصال ہو گیا۔ مَیں وہیں موجود تھا۔ غیر احمدی وغیرہ مخالفین بطور تماشا بلڈنگ کے باہر تماشا دیکھ رہے تھے۔ ہم باہر دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دوست کی چیخیں نکلنے لگیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میرا ایمان جیسا کہ پہلے تھا اب بھی ویسا ہی ہے۔ حضرت مرزا صاحب اپنا کام کر کے چلے گئے۔ یہ استقلال دکھانے کا موقع ہے نہ کہ رونے کا۔‘‘

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 148 روایات حضرت عبداللہ صاحبؓ)

پھر ایک روایت ہے حضرت خیر دین صاحبؓ ولد مستقیم صاحب کی۔ فرماتے ہیں کہ میرے استاد صاحب جن کا نام مولوی اللہ دتّا صاحب تھا وہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے معتقد تھے۔ جس زمانے میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے رسالہ اشاعۃ السنۃ لکھا تو انہوں نے وہ رسالہ پڑھا۔ پوچھا کہ وہ کون شخص ہیں جن کی آپ نے یہ تعریف لکھی ہے۔ کہاں رہتے ہیں؟ میرا دل چاہتا ہے کہ اُن کی زیارت کروں۔ چنانچہ وہ جناب حضرت اقدس کی زیارت کے لئے قادیان آئے۔ جب وہ آئے تو حضور لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے آ کر حضور کو دبانا شروع کر دیا۔ دباتے دباتے حضرت اقدس کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو عرض کی کہ حضور جو حدیثوں میں امام مہدی کا حلیہ بیان ہوا ہے وہ آپ پر چسپاں ہوتا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیعت لینے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حضور مسکرا کر خاموش رہے۔ پھر مولوی اللہ دتّا صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ حضور! میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی بیعت کر لوں۔ حضور نے فرمایا مجھے ابھی حکم نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور نے جو کچھ بننا تھا، بن چکے تھے، صرف حکم کی انتظار تھی۔ کہتے ہیں میرے استاد صاحب حضرت اقدس کی محبت سے بھر گئے اور اپنے گاؤں واپس چلے گئے۔ جب حضور نے بیعت کا اشتہار دیا، اُسی وقت انہوں نے بیعت کر لی۔ مَیں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے ساتھ کوئی مخالفت نہیں کی اور اُن کے ساتھ ہی رہا۔ لوگوں نے اُنہیں بہت دکھ دیا تھا اور تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ میں خوش اعتقاد تو رہا مگر صرف سُستی سے 1906ء کا وقت آ گیا۔ 1906ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے میں نے آ کر دستی بیعت کی۔ ظہر کی اذان ہو چکی تھی۔ حضور مسجد مبارک کے محراب میں رونق افروز ہو گئے اور فرمایا کہ کوئی بیعت کرنے والا ہے تو بیعت کر لے۔ مَیں وضو کر کے نماز کے لئے آ رہا تھا۔ جب سیڑھیوں کے قریب آیا تو کسی شخص نے آواز دی کہ حضور فرماتے ہیں جس نے بیعت کرنی ہو جلدی سے آ کر کر لے۔ چنانچہ خاکسار نے فوراً خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 153-154 روایات حضرت خیر دین صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 13/ اپریل 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے

ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے
اندھیرا دل کا اس سے مٹ گیا ہے
یہی ظلمات میں شمعِ ہدیٰ ہے
ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

حصارِ امن و ایمان و یقیں ہے
کنارِ عافیت، حبلِ متیں ہے
جوارِ رحمت و خلدِ بریں ہے
خدا نے ہم پہ یہ احساں کیا ہے
ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

خلافت سے ہے ہر اک کامیابی
خدا کا قرب اس کی ہمکلامی
رہیں جس کے لیے صدیاں ترستی
یہ وہ آئینۂ خالق نما ہے
ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

نبوت کا ہے اب فیضان جاری
خدا نے خود ہے یہ نعمت اُتاری
ہے واجب ہم پہ شکرِ ربّ باری
ہمیشہ دَر دُعاؤں کا کُھلا ہے
ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

عَلَم اسلام کا لہرا رہا ہے
شکست اب کفر ہر جا کھا رہا ہے
پیامِ امن ہر سو جا رہا ہے
ہر اک خوف و خطر زائل ہوا ہے
ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

نہ جانی جس نے بھی شانِ خلافت
نہ پائی اُس نے درگہ میں کچھ عزت
وہی پائے گا اب رُشد و ہدایت
سرِ تسلیم جس نے خَم کیا ہے
ہماری جاں خلافت پر فدا ہے
یہ روحانی مریضوں کی دوا ہے

تنویر احمد ناصر۔ قادیان

اداریہ

بد رسوم کی طرف جانے کا بہانہ
’’لوگ کیا کہیں گے؟‘‘

ایک دفعہ خاکسار نے ایک احمدی باعلم اور صاحبِ قلم شاعر و ادیب خاتون سے رسومات اور بدعات کے حوالے سے ایک تحریر لکھنے کی درخواست کی تو انہوں نے حوالوں سے آراستہ ایک مختصر سا کتابچہ بعنوان ’’لوگ کیا کہیں گے؟‘‘ تحریر کر کے مجھے پڑھنے کو دیا۔ آغاز میں تو مجھے یہ عنوان عجیب سا محسوس ہوا کہ کہا کیا تھا اور لکھ کر کیا لے آئی ہیں؟ گویا سوال گندم جواب چنا والی بات ہوگئی۔ لیکن جب میں نے مضمون پڑھنا شروع کیا تو دل میں اُترتا گیا اور عنوان کی اہمیت و افادیت بڑھتی چلی گئی۔ اس سارے مضمون کا لُب لباب یہ تھا کہ ہم میں سے اکثر لوگ رسومات اور بدعات کو اس لئے اپناتے اور بجالاتے ہیں کہ اگر ہم نے ان کو نہ اپنایا اور شادی بیاہ کے مواقع پر ان پر عمل نہ کیا تو ’’لوگ کیا کہیں گے؟‘‘ معاشرے میں ہماری عزت دو کوڑی کی نہیں رہے گی۔ اپنی عزت بچاتے بچاتے اور صرف اپنی موم کی ناک اونچی رکھنے کے لئے ایسا کر جاتے ہیں۔ پھر اس نام سے یہ کتابچہ شائع بھی ہو گیا۔ فَجَزَاھَا اللّٰہُ خَیْرًا۔

اب میرے ایک قابلِ احترام دوست ’’ابن منور‘‘ نے از راہ تفنن ایک عبارت مجھے بھجوائی جو کسی قبر کے ایک کتبہ پر لکھی ہوئی تھی۔ عبارت یوں ہے ’’ساری زندگی اسی فکر میں گزر جاتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ آخر میں لوگ صرف اتنا ہی کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ‘‘

دراصل کتبہ پر لکھے ان الفاظ میں انسان کی اصلیت اور آخری انجام بیان ہوا ہے۔ انسان کی تو اوقات ہی یہ ہے کہ وہ جب پیدا ہوا تو کپڑوں کے بغیر تھا اور وفات کے بعد بھی صرف اَن سلے دو کپڑوں میں واپسی کی راہ لیتا ہے، اس کا ساز و سامان، اس کا زر و دولت، اس کی جائیداد اور مال و متاع کسی کام نہیں آتا۔ ہاں اگر کام آئیں گے تو اس کے اعمال و اخلاق۔ اگر اچھے ہوئے تو جنت میں لے جائیں گے اور اگر بُرے ہوئے تو بغرض علاج جہنم کے ہسپتال میں داخل کر دیا جائے گا۔

اس میں یہ سبق ہے کہ امیر و غریب، اچھے اور بُرے عمل والے کی آخری آرام گاہ یہی دو گز لمبی اور ایک گز چوڑی قبر ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنا انجام سنوارنے کے لئے اعمالِ صالحہ بجالانے چاہئیں اور غیر اسلامی رسومات اور ہندوانہ بدعات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جو آخر کار شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اصل بات یہ ہے کہ جبتک اللہ تعالیٰ کسی کی آنکھ نہ کھولے آنکھ کُھلتی نہیں۔ ان لوگوں نے دین صرف چند رُسوم کا نام سمجھ رکھا ہے حالانکہ دین رُسوم کا نام نہیں ہے۔ ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جبکہ یہ باتیں محض رسم اور عادت کے طور پر سمجھی جاتی ہیں۔ یہ لوگ اسی قسم کے ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جن کو نماز اور روزہ سکھایا گیا تھا ان کا اَور مذاق تھا وہ حقیقت کو لیتے تھے اور اسی لئے جلد مستفیض ہوتے تھے۔ پھر مدت کے بعد وہی نماز اور روزہ جو اعلیٰ درجہ کی طہارت اور خدارسی کا ذریعہ تھا ایک رسم اور عادت سمجھا گیا۔ پس اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اصل امر دین کو جو مغز ہے تلاش کرے۔

یاد رکھو! انسان کو اللہ تعالیٰ نے تعبّدِ ابدی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس کو چاہیئے کہ اسی میں لگا رہے۔ اس جہان کی جس قدر چیزیں ہیں۔ بیوی، بچّے، احباب، رشتہ دار، مال و دولت اور ہر قسم کے املاک ان کا تعلق اسی جہان تک ہے۔ اس جہان کو چھوڑنے کے ساتھ ہی یہ سارے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ ہے اور اس جہان میں بھی اور اس جہان میں بھی اس کی ضرورت ہے اس لئے سچا تعلق اسی کے ساتھ ہونا چاہیئے کیونکہ نجات ابدی اسی کے ساتھ وابستہ ہے جو خدا تعالےٰ کی معرفت، محبت اور صدق، وفاداری کے تعلق پیدا کرنے سے ملتی ہے۔ یہانتک تو سب مذاہب متفق ہیں وہ نجات کا یہی ذریعہ سمجھتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ باتیں حاصل کیونکر ہوں؟ یہی وہ مقام ہے جہاں سے مذاہب کا تفرقہ شروع ہوتا ہے۔ اب جس مذہب نے حصول نجات کے عمدہ وسائل پیدا کئے ہیں اور جو مذہب تاثیر اور جذب اور کشش اپنے اندر رکھتا ہے وہ سچا ہے لیکن جس مذہب کے اندر وہ تاثیر اور جذب نہیں جس کی عملی تاثیروں کا کوئی نمونہ پایا نہیں جاتا وہ خواہ خدا تعالیٰ کو واحد ہی کہے لیکن جُھوٹا ہے۔ یہ توحید اس کی محض قال کے رنگ میں ہے حالی کیفیت اس میں پائی نہیں جاتی۔ حالی کیفیت تو اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ غیر کا وجود بالکل نابود ہو جاوے۔ اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسہ کرنے والا ہو۔ اسی سے ہر ایک امید و خوف ہو۔ جب تک یہ بات عملی طور پر پیدا نہ ہو نرے قال سے کچھ نہیں بنتا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو واحد سمجھتا ہے پھر دوسرے سے بھی تعلق رکھتا ہے تو توحید کہاں رہی؟ یا خدا تعالیٰ کو رازق مانتا ہے مگر کسی دوسرے پر بھی بھروسہ کرتا ہے یا دوسرے سے محبت کرتا ہے یا کسی سے امید اور خوف رکھتا ہے تو اس نے واحد کہاں مانا؟ غرض ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے سے توحید حقیقی متحقق ہوتی ہے مگر یہ اپنے اختیار میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ہستی پر کامِل یقین سے پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 449-448 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے مَا یَفۡعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمۡ اِنۡ شَکَرۡتُمۡ وَاٰمَنۡتُمۡ یعنی اگر تم شکر یہ ادا کرو اور ایمان لاؤ تو خدا نے تمہیں عذاب کر کے کیا لینا ہے۔ یہ تمہارے بد اعمال ہی تم کو عذاب میں گراتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 226 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا:

’’یہ بھی ان لوگوں کی غلطی ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نماز روزہ ادا کرتے ہیں اور تمام اعمالِ حسنہ بجالاتے ہیں، ہمیں کیا ضرورت ہے؟ یہ نہیں جانتے کہ اعمالِ حسنہ کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ ہر قسم کے شرک انفسی آفاقی کا نکالنا، خلوص لذّت اور احسان کے ساتھ عبادت بجالانا یہ کوئی اختیاری بات نہیں ہے۔ اس کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہایت ہی ضروری ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ کے محبوب بن جائیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ نیک اعمال کی توفیق فضلِ الٰہی پر موقوف ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو اندر کی آلودگیاں دور نہیں ہو سکتیں۔ جب کوئی شخص نہایت درجہ کے صدق اور اخلاص کو اختیار کرتا ہے تو ایک طاقت آسمانی اس کے واسطے نازل ہوتی ہے۔ اگر انسان سب کچھ خود کر سکتا تو دُعاؤں کی ضرورت نہ ہوتی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں اس شخص کو راہ دکھاؤں گا جو میری راہ میں مجاہدہ کرے۔ یہ ایک باریک رمز ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو خدا آنکھیں دے۔ اور تم سب مُردے ہو مگر وہ جس کو خدا تعالےٰ زندگی دے۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 202-201 ایڈیشن 1984ء)

عمل میں بدی کی آمیزش نہ ہو۔ کے حوالہ سے فرمایا۔

’’اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا (پ 16 رکوع 3) عمل صالح سے یہاں یہ مراد ہے کہ اس میں کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو۔ صلاحیت ہی صلاحیت ہو۔ نہ عُجب ہو۔ نہ کبر ہو۔ نہ نخوت ہو۔ نہ تکبر ہو۔ نہ نفسانی اغراض کا حصّہ ہو۔ نہ رو بخلق ہو۔ حتّٰی کہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہ ہو۔ صرف خدا تعالےٰ کی محبت سے وہ عمل صادر ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 107 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا:

’’کہتے ہیں کہ کوئی محدّث وعظ کرتا تھا۔ ایک صُوفی نے بھی سُنا اور اس کو کہا کہ محدّث صاحب زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو مال ہی نہیں۔ زکوٰۃ کس چیز کی دُوں؟ صُوفی بولا۔ چالیس حدیثیں لوگوں کو سُنایا کرو تو ایک پر آپ بھی عمل کر لیا کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 107 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صوفیوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ صاحبِ حال (یعنی عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ ناقل) صاحبِ قال نہیں۔ نیز فرمایا:

’’صوفی تو ایسے ہیں جیسے ہر وقت کوئی مرنے کو تیار رہتا ہے۔ ان کی کتابوں کو پڑھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ ان سے خوشبو آتی ہے کہ وہ صاحبِ حال ہیں صاحبِ قال نہیں۔ اگر فراستِ صحیحہ ہو تو انسان ان باتوں کو سمجھ لیتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب بڑی ہی عمدہ کتاب ہے۔ میں نے اس کو کئی مرتبہ پڑھا ہے۔ بدعات سے پاک ہے۔ بعض کتابیں صوفیوں کی اس قسم کی بھی ہیں کہ ان میں بدعات بھی داخل ہوگئی ہیں۔ لیکن یہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے۔ فقیروں میں بھی ایک آفت پڑی ہے یعنی بعض فقیر تو ہوئے مگر وحدت وجودی ہو گئے اور خود ہی خدا بن بیٹھے۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 52 ایڈیشن 1984ء)

ایک موقع پر فرماتے ہیں:

’’قول اور عمل کی مثال دانہ کی ہے۔ اگر کسی کو ایک دانہ دیا جاوے اور وہ اسے لیجا کر رکھ چھوڑے اور استعمال نہ کرے تو آخر اُسے پڑے پڑے گھن لگ جاوے گا۔ ایسے ہی اگر قول ہو اور اس پر عمل نہ ہو تو آہستہ آہستہ وہ قول بھی نہ رہے گا۔ اس لئے اعمال کی طرف سبقت کرنی چاہیئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 117 ایڈیشن 1984ء)

پس آج ضرورت اس امر کی ہے کہ روزمرہ زندگی گزارنے کے لئے جو بھی عمل ہم کریں۔ اس وقت ہمیں اسلامی تعلیم مدنظر رکھنی چاہیئے اور یہ خیال رہے کہ اگر ہمارا فعل اسلامی تعلیم کے خلاف ہو تو فوراً یہ ذہن میں آئے کہ خدا کیا کہے گا؟ نہ یہ کہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہم غیر دینی رسومات اور بدعات کی طرف بھاگیں اور ان پر صرف اس لئے عمل کریں کہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے؟

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل توقع پر پورا اُتریں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت میں عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے نیک چال چلن کے لوگ ہیں۔ اور وہ سب حسنہ صفات سے متصف ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 163 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیم کی صفات حسنہ سے متصف فرمائے۔ آمین۔

(ابو سعید)

غلام مصباح بلوچ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت میاں نظام الدین رضی اللہ عنہ۔ جہلم

حضرت میاں نظام الدین صاحب ولد میاں ولی محمد صاحب محلہ ملاحاں جہلم کے رہنے والے تھے اور پیشہ کے لحاظ سے ٹیلر ماسٹر تھے۔ 1902ء میں آپ نے حضرت اقدس کی زیارت و بیعت کی اور پھر ساری زندگی اس عہد بیعت پر استقامت دکھائی۔ بیعت کے بعد ایک عرصہ آپ افریقہ میں بھی رہے، بالآخر ہجرت کر کے قادیان آگئے اور یہیں وفات پائی۔ آپ کے احمدیت قبول کرنے کا باعث ایک مولوی صاحب کی حضرت مسیح موعود کے متعلق غلط بیانی تھی جس کی تصدیق کے لیے آپ نے خود قادیان کا سفر کیا اور مولوی صاحب کے بیان کو خلاف واقعہ پاکر حضرت اقدس کی بیعت کر لی، آپ اپنی قبول احمدیت کے متعلق فرماتے ہیں:

''1902ء کے جلسہ سالانہ (مراد جلسہ انجمن اسلامیہ لاہور۔ ناقل) میں لاہور آیا، جلسہ کے بعد نماز کے لئے جب نکلے تو ایک مولوی صاحب وعظ کر رہے تھے کہ مرزا صاحب (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) کوڑھی ہو گئے ہیں کیونکہ نبیوں کی ہتک کرتے ہیں۔ میں حضرت صاحب کے دیکھنے کے لیے قادیان آیا، میرے ساتھ دو اور شخص بھی تھے حبیب اللہ حلوائی، محمد بخش خیاط جہلمی۔ جب قادیان آئے تو عصر کا وقت تھا، نماز ہو چکی تھی، لوگوں سے حضرت صاحب کے متعلق پوچھا کہ وہ نماز کے لئے آئیں گے؟ لوگوں نے کہا کہ پہلے چلے جاؤ مسجد مبارک میں اُن کے پاس جگہ مل جائے گی، ہمیں چونکہ تحقیق کا شوق تھا کہ بات سچی ہے یا غلط۔ لہٰذا میں اس جگہ پر جہاں حضرت صاحب کھڑے ہوا کرتے تھے، بیٹھ گیا مغرب کے وقت حضرت صاحب تشریف لائے اور مسجد مبارک کی چھت پر میرے سامنے کھڑے ہو گئے، جب تکبیر ہوئی میں نے آپ کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر مولوی عبدالکریم صاحب کی امامت میں نماز شروع ہوئی۔ حضرت صاحب نماز کے بعد بیٹھ گئے، مفتی محمد صادق صاحب کو مخاطب کر کے حالات دریافت کیے، اس کے بعد طاعون کا ذکر ہوا کیونکہ طاعون ابھی نئی نئی تھی، اس کے بعد فرمایا: میں نے ان لوگوں کو پہلے سے متنبہ کر دیا تھا کہ پنجاب میں طاعون آنے والی ہے لیکن لوگوں نے غور نہیں کیا بلکہ مخالفت کی، مخلوق اب اس کے نتیجہ میں ہلاک ہو رہی ہے، ٹیکہ کی غلطی سے جو آدمی ملکوال میں مر گئے اُس سے مخالفت اور بڑھ گئی۔

فرمایا: مولوی صاحب کہاں ہیں؟ حضرت مولوی نور الدین صاحب حضرت صاحب سے پچھلی صف میں تھے وہاں سے اُٹھ کر آگے آ گئے، مولویوں کی مخالفت اور طاعون کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر حضور عشاء کی نماز کے بعد تشریف لے گئے۔ صبح کے وقت مولوی صاحب کے پاس پوچھنے کی تجویز کی کہ کیا مرزا صاحب یہی ہیں یا کوئی اور؟ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ ہمارا مولوی غیر احمدی قرآن اٹھا کر جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔

9 بجے مولوی صاحب مطب میں بیٹھا کرتے تھے۔ ایک مولوی نے اعتراض کیا تھا کہ مرزا صاحب پلاؤ اور زردہ کھاتے ہیں! مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہمیں قرآن میں پلاؤ زردہ حلال ہی معلوم ہوتے ہیں۔ اس پر مولوی شرمندہ ہو گیا اور کہا کہ سُنا ہے کہ ایسے لوگ پہلے فاقہ کیا کرتے تھے؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ اپنے وقت پر ہر شخص کو لازم آتا ہے، کرتا ہے۔ جب ہر ایک نعمت موجود ہو تو خدا کے کھانے سے منع نہیں کیا۔ تب میں نے سوال کیا اور اشتہار نکال کر دکھایا کہ ہمارا مولوی یہ کہتا تھا اور ہم نے اس جگہ پر آ کر مرزا صاحب کو تندرست دیکھا ہے، کیا یہی وہ مرزا صاحب ہیں کیونکہ ہمیں آپ پر اعتبار ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ سے پہلے مجھے یہ اشتہار مل چکا ہے، یہی مرزا ہے خود ہی دیکھ لو کہ یہ مرزا سچا ہے یا تمہارا مولوی سچا ہے۔

حضرت میاں نظام الدین رضی اللہ عنہ

ظہر کے وقت میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تو مولوی کا اس قدر جھوٹ دیکھ کر مرزا صاحب کی بیعت کر لوں گا، تمہارا کیا خیال ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ ہم بھی کر لیتے ہیں۔ ظہر کے وقت حضور کی خدمت میں سارا واقعہ پیش کر دیا اور عرض کیا کہ چونکہ ہمیں واپس جانا ہے لہٰذا بیعت لے لیں۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی لوگ میرے مقابلہ میں جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہیں۔ میں اس وقت زار زار رو رہا تھا، فرمایا: ''کم از کم ایک ماہ تک رہو ورنہ مولوی تمہیں دھوکہ دے کر مرتد کر لیں گے۔'' میں نے کہا کہ کام زیادہ ہے صرف حضور کی زیارت کے لیے آئے تھے۔ پھر فرمایا کہ کم از کم ایک ہفتہ تک رہو، دنیا کے کاموں کے لئے تو برسوں رہتے ہو، یہ دین ہے خوب غور سے باتیں سُن کر مانو۔ آخر بڑے اصرار سے تین دن رہنے کی تجویز کی۔ تین دن کے بعد میں نے اور میرے ساتھیوں نے حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ میں نے عرض کی کہ حضور کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے السلام علیکم پہنچے کیونکہ ایسا ہی حدیث میں لکھا ہے۔ آپ نے وعلیکم السلام فرمایا۔ پھر عرض کی کہ مخالفت ہو گی، دعا فرماویں۔ آپ نے دعا فرمائی اور ہم واپس چلے گئے۔

کرم الدین کے مقدمہ میں جب جہلم گئے، جماعت نے تجویز کی کہ سب چندہ کریں اور کھانے کا انتظام کیا جائے، دریائے جہلم کے کنارے پر ایک کوٹھی ہے اُس میں کبھی سیشن جج اجلاس کیا کرتا تھا، اُس میں حضور کو اُتارنے کی تجویز کی۔ حضور جب جہلم اسٹیشن پر آئے تو بے شمار آدمیوں کا ہجوم تھا حتیٰ کہ بھیڑ کی وجہ سے حضور گاڑی سے اُتر نہیں سکتے تھے، اس جگہ ایک انگریز اور میم نے حضرت صاحب کا فوٹو بڑی مشکل سے لیا۔ بعد میں حضور کو گاڑی پر بٹھلا کر کوٹھی پر لے جایا گیا۔ وہاں ایک شخص غلام حیدر تحصیلدار تھا جو غیر احمدی تھا، وہ ہنٹر لے کر حضرت صاحب کی گاڑی کے پائیدان پر کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو حضرت صاحب کے نزدیک نہیں آنے دیتا تھا۔ آخر کوٹھی پہنچے، ہجوم زیادہ تھا اور اُن کا اصرار تھا کہ حضرت صاحب کو دیکھنا ہے، آخر کوٹھی کے اوپر کرسی بچھا دی، آپ آدھ گھنٹہ تک رونق افروز رہے، آخر لوگ آپ کو دیکھ کر واپس چلے گئے۔ حضور رات وہیں رہے، جماعت نے حسب مقدور خاطر کی، میں نے بھی اس کوٹھی میں رات گزاری۔

صبح کی نماز سے فارغ ہو کر حضور صبح ہی کچہری چلے گئے، مولوی عبداللطیف صاحب شہید بھی آپ کے ساتھ تھے، بہت سے علماء کی ٹولیاں درختوں کے نیچے بیٹھی ہوئی تھیں جو لوگوں کو آپ کے پاس جانے سے منع کر رہے تھے۔ حضرت صاحب کچہری میں تشریف رکھتے تھے، ڈپٹی سنسار چند کے پاس مقدمہ تھا، خواجہ صاحب وکیل تھے۔ پہلے بات اس پر چلی کہ کیا مولوی کرم الدین جو مولوی محمد حسین کا سالا ہے کیا وہ محمد حسین کے بیٹے کی موجودگی میں (مولوی محمد حسن کی) ہتک کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ خواجہ صاحب نے ثابت کیا کہ یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا۔ حضرت صاحب کرسی پر تھے اُس وقت تمام مجسٹریٹ اپنے کام بند کر کے حضرت صاحب کو دیکھنے کے لئے اس کمرے میں چلے آئے، ڈپٹی سنسار چند نے تقریر سن کر کہا کہ آپ تشریف لے جائیں میں چند منٹوں میں اس کا فیصلہ سنا دیتا ہوں۔

باہر آ کر ظہر کی نماز پڑھی، حضور نے فرمایا ''دعا کا موقع مل گیا ہے، سب دعا کریں۔'' تھوڑی دیر کے بعد ڈپٹی نے بلایا، خواجہ صاحب وغیرہ اندر گئے۔ اُس نے فیصلہ سنایا کہ سالا دعویٰ نہیں کر سکتا اور دعویٰ خارج کر دیا۔ حضور پھر واپس کوٹھی تشریف لے گئے.....''

(الحکم 14 مئی 1935ء صفحہ 3)

سیرت المہدی میں بھی اپنی بیعت کے متعلق آپ کی بیان کردہ روایت موجود ہے جس میں مندرجہ بالا باتوں کے علاوہ یہ درج ہے کہ

''میاں نظام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر جہلمی ثم افریقی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ..... جہلم میں حضور کے ساتھ شہزادہ مولوی عبداللطیف صاحب شہید بھی تھے۔ حضور احاطہ کچہری میں ان کے ساتھ فارسی میں گفتگو فرما رہے تھے اور ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور اردو میں تقریر فرمائیں تا کہ عام لوگوں کو بھی کچھ فائدہ ہو۔ اس پر حضور نے اردو میں تقریر شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا۔ مسلمانوں کے تمام فرقے مہدی کے منتظر ہیں۔ مگر مہدی نے تو بہرحال ایک شخص ہی ہونا تھا اور وہ مَیں ہوں۔ اگر مَیں شیعوں کو کہوں کہ مَیں تمہارا مہدی ہوں جو کچھ تمہاری روایات میں درج ہے۔ وہ صحیح ہے اور اسی طرح سنّیوں اور وہابیوں کو بھی کہوں تا کہ سب مجھ سے راضی ہو جائیں تو یہ ایک منافقت ہے۔ ان کو اتنا معلوم نہیں کہ مہدی کا نام حکم عدل ہے۔ وہ تو سب فرقوں کا صحیح فیصلہ کرے گا۔ جس کی غلطی ہو گی اس کو بتائے گا تب وہ سچا ہو گا۔ بس یہی وجہ ہے کہ سب فرقے

ہمارے دشمن ہو گئے ہیں۔ ورنہ ہم نے ان کا اور کیا نقصان کیا ہے اور حضور دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔

اسی روز حضور نے کوٹھی پر عورتوں میں بھی ایک تقریر فرمائی۔جس میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو میں نے جو تم کو نصیحت کی ہے یہ میری آخری نصیحت ہے جس طرح کوئی مرنیوالا اپنے لواحقین کو آخری وصیت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میں واپس لوٹ کر نہ آوٴں گا۔ اسی طرح مَیں بھی کہتا ہوں کہ تم پھر مجھے اس شہر میں نہ دیکھو گے۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ میری نصیحت کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرو۔ چنانچہ ابھی مقدمہ کی پہلی ہی تاریخ تھی اور کسی کو پتہ نہ تھا کہ کتنی اور پیشیاں ہوں گی اور کتنی مرتبہ حضور کو جہلم آنا پڑے گا۔ مگر خدا کی قدرت کہ اس کے بعد مقدمہ ہی گورداسپور میں تبدیل ہو گیا۔ پھر حضور کو جہلم نہ جانا پڑا۔ اس کے بعد جہلم میں میری سخت مخالفت ہوئی۔ مَیں نے قادیان آ کر حضور سے افریقہ جانے کی اجازت طلب کی۔حضور نے فرمایا۔ کہ جب انسان سچائی قبول کر لیتا ہے تو پہلے ضرور ابتلاء آتے ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کس قدر ابتلاوٴں میں مبتلا کرنے والا ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ڈر ہے کہ باہر کہیں اس سے زیادہ ابتلاء نہ آ جائے۔ میرے خیال میں آپ صبر سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ کوئی سامان پیدا کر دے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہمارے ایک دوست نبی بخش افریقہ سے آئے۔ مَیں نے اُن سے حالات کا تذکرہ کیا۔ وہ مجھے افریقہ لے جانے پر رضامند ہو گئے۔ اس وقت مَیں نے حضور سے پوچھا اور حضور نے اجازت دیدی اور مَیں ان کے ہمراہ چلا گیا اور خدا نے وہاں مجھے بیوی اور بچے بھی دیئے اور ہر طرح سے اپنا فضل کیا۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 678 روایت نمبر 753)

آپ شعر و شاعری کا بھی شغف رکھتے تھے، آپ کی ایک اردو نظم اخبار الحکم میں درج ہے، یہ نظم آپ نے 29 جنوری 1920ء کو قادیان میں ہونے والے ایک مشاعرہ میں پڑھی:

نورِ توحید کا جس وقت اُجالا ہوگا
کفر مٹ جائے گا اسلام دوبالا ہوگا
دیکھ لے گا اسی دنیا میں وہ فردوس بریں
جس نے ہر فتنہ میں ایمان سنبھالا ہوگا
ہوگی تیار جو لندن میں ہماری مسجد
مونہہ ہر اک حاسد و بد خواہ کا کالا ہوگا
یہی مسجد ہے جو دنیا کی ہوا بدلے گی
اس کا ثانی کوئی گرجا نہ شوالا ہوگا

(الحکم 14فروری 1920ء صفحہ 10)

اپنے بیٹے بشیر احمد کی وفات پر آپ کی کہی گئی نظم اخبار الفضل 4جنوری 1919ء صفحہ 10 کالم 3 پر شائع شدہ ہے۔

آپ نے 30/ اکتوبر 1939ء کو قادیان میں وفات پائی، اخبار الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

’’افسوس! میاں نظام الدین صاحب جہلمی جو حضرت مسیح موعود کے مخلص (رفیق) تھے، بعمر 65 سال وفات پا گئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی، نعش کو کندھا دیا اور مرحوم مقبرہ بہشتی کے قطعہ رفقاء میں دفن کیے گئے۔ احباب بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔‘‘

(الفضل 2/ نومبر 1939ء صفحہ 1)

حضرت مصلح موعود جنازے کے ساتھ بہشتی مقبرہ بھی تشریف لے گئے اور آپ کی تدفین تک قبر پر کھڑے رہے اور سب سے پہلے مٹی کی تین مٹھیاں بھر کر ڈالیں۔

(الفضل 5/ نومبر 1939ء صفحہ 2)

آپ کی وفات پر آپ کے چند دوستوں نے اخبارات میں کالم لکھے، حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس جو آپ کی وفات کے وقت آپ کے محلہ دارالرحمت کی مسجد کے امام تھے، نے لکھا:

’’مرحوم رفیق حضرت مسیح موعود تھے، جہلم کے رہنے والے تھے۔ بیان کیا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود سے ملنے کو ہم تیرہ آدمی (پہلی روایتوں میں آپ سمیت تین آدمی بیان ہوا ہے۔ ناقل) جہلم سے آئے، حضور سے شرف ملاقات کرتے ہی حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے واپس گئے اور کاروبار کے سلسلہ میں نیروبی چلے گئے جہاں خیاطی کی دوکان اور کپڑے کی تجارت شروع کی جس میں خوب ترقی ہوئی۔ نیروبی کی جماعت کے آپ امام الصلوٰۃ تھے، آپ کی دیانت اور امانت کی قدر اغیار تک کرتے تھے۔ آریوں کا خوب مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آخر قادیان آ گئے، بعض لوگوں نے منع کیا کہ آپ کی دوکان خوب چل رہی ہے اس کو مت چھوڑو مگر دوکان بیچ دی اور روپیہ لے کر قادیان آ گئے اور سب سے پہلے انہوں نے وصیت کا دہم حصہ ادا کیا پھر تین مکان بنائے۔ چونکہ یہاں اتنا کاروبار نہ تھا کہ گزارہ ہو سکے اس لئے بادلِ ناخواستہ ان کو باہر جانا پڑا اور میرے پاس ماریشس پہنچے، ان کو سینٹ پیئر میں مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم کی جگہ رکھا گیا، یہ دو سال وہاں رہے، بڑے اخلاص سے تبلیغ کرتے تھے۔شعر بھی کہہ لیتے تھے۔ آریوں کے خلاف خوب پرچار کرتے تھے اس لئے ان کا نام وہاں سوامی جی پڑ گیا۔ برجستہ تقریر کرتے تھے، بڑے فہیم اور سمجھدار تھے۔ پنجابی کے ان کو بہت شعر یاد تھے۔ میرے ہی ساتھ ماریشس سے واپس آئے پھر کچھ مدت کے بعد افریقہ گئے مگر وہاں کے حالات بالکل بدل چکے تھے، ان کی دوکان پر مخالفوں نے پہرہ لگا دیا کہ کوئی ان سے معاملہ نہ کرنے پائے۔ اسی سفر میں تھے جب ان کی پہلی بیوی فوت ہوئی، اب اُن کے پسماندگان میں ایک بیوی معہ ایک بیٹی اور ایک بیٹے کے اور دو بیٹیاں اور دو بیٹے بیوی اول سے ہیں۔‘‘

(الفضل 2/ نومبر 1939ء صفحہ 6)

اسی طرح کینیا میں مقیم ایک احمدی دوست حضرت عبد اللہ صاحب نے لکھا:

’’بھائی نظام الدین صاحب ٹیلر کی وفات کی خبر اخبار میں پڑھ کر از حد افسوس ہوا۔مرحوم اس ملک میں شاید 1905ء میں تشریف لائے تھے، مرحوم پہلے تو یوگنڈا گئے اور پھر کچھ مدت کے بعد نیروبی تشریف لے آئے جہاں دوکان کھول لی اور کام کرنا شروع ہو گیا۔

بھائی نظام الدین صاحب کو تبلیغ کا از حد شوق تھا، آپ کی دوکان پر تبلیغ کا سلسلہ صبح سے شام تک جاری رہتا، احمدیت کی کتابیں دوکان پر موجود رہتیں۔ اس زمانہ میں ہماری باقاعدہ جماعت نہ تھی اور احمدی بھی دو تین ہی تھے، بھائی نظام الدین صاحب چندہ جمع کر کے بھجوا دیا کرتے تھے، مَیں چونکہ چندہ ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کے نام ہی روانہ کیا کرتا تھا لیکن بھائی مرحوم پلٹن میں آ کر کئی دفعہ چندہ لے جایا کرتے اور کہا کرتے کہ علیحدہ چندہ بھیجنے میں برکت نہیں ہوتی۔

بھائی نظام الدین صاحب نہایت ہی پُر جوش احمدی تھے۔ جب آپ کا بڑا لڑکا عبد الحمید نیروبی میں فوت ہوا تو انہوں نے اُف تک نہ کی، نہایت صبر سے میت کے پاس بیٹھے رہے پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھائی، اس کے بعد ہم لوگ جنازہ اٹھا کر قبرستان لے گئے۔

جب آپ نے 1916ء یا 1917ء میں ہندوستان جانے کا ارادہ کیا تو دوکان کو بند کر دینے کا فیصلہ کیا، میں اکیلا ہی اس بات کے مخالف تھا اور میں نے صلاح دی کہ بند نہ کریں لیکن مرحوم کو قادیان جانے کا از حد شوق تھا، ایک نہ مانی اور دوکان فروخت کر دی، .....

جب دوسری دفعہ اس ملک میں تشریف لائے تو آپ نے کھلے رستوں پر احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی، اس وجہ سے مخالفت بہت بڑھ گئی اور آپ کی دوکان نہ چلی اور آپ کو ہندوستان واپس جانا پڑا۔ پھر تیسری بار اس ملک میں تشریف لائے لیکن کام پھر بھی نہ چلا اور آپ کو واپس جانا پڑا۔غرض مرحوم بھائی بڑے پایہ کے احمدی تھے، بڑے خوش خلق، طبیعت میں مذاق بھی بہت تھا لیکن گھر میں ہوں یا باہر، کسی دوست کے پاس ہوں یا کسی دشمن کے، احمدیت کی باتیں ہی سنایا کرتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے۔ خاکسار عبد اللہ احمدی کراتینا کینیا کالونی‘‘

(الفضل 9/ جنوری 1940ء صفحہ 10)

آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت تاج بی بی صاحبہ بھی صحابیات میں شامل تھیں، انھوں نے حضرت اقدس مسیح موعود کے سفر جہلم 1903ء کے موقع پر بیعت کی توفیق پائی، حضور کے اس سفر جہلم کے دوران بیعت کنندگان کے اسماء اخبار البدر میں شائع ہوئے ہیں جن میں ان دونوں میاں بیوی کا نام بھی درج ہے:

713 نظام الدین خیاط جہلم
445 تاج بی بی زوجہ نظام الدین خیاط جہلم

(البدر 23/30 جنوری 1903ء صفحہ 15,16)

حضرت تاج بی بی صاحبہ اپنے خاوند کے ساتھ ہی ہجرت کر کے قادیان آ گئیں تھیں، نظام وصیت میں شامل تھیں۔ آپ نے 15 اگست 1928ء کو قادیان میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں (حضرت میاں نظام الدین صاحب ان دنوں کاروبار کے سلسلے میں ہندوستان سے باہر تھے)، اخبار الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

’’افسوس 15 /اگست میاں نظام الدین صاحب جہلمی کی بیوی چند دن بیمار رہنے کے بعد فوت ہو گئیں۔مرحومہ نے وصیت کی ہوئی تھی مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں، مرحومہ کئی چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئی ہیں۔ ہم اس صدمہ میں میاں نظام الدین صاحب سے جو بہ سلسلہ کاروبار ماریشس گئے ہوئے ہیں اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں خدا تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔‘‘

(الفضل 21 اگست 1928ء صفحہ 1)

حضرت میاں نظام الدین صاحب نے دوسری شادی بھی کی تھی لیکن اُن کا نام اور حالات نہیں مل سکے۔ آپ کے ایک بیٹے حضرت ملک محمد صادق صاحب (پیدائش اندازاً 1891ء) نے حضرت اقدس کے سفر جہلم کے موقع پر بیعت کی اور ان کی مختصر روایات رجسٹر رفقاء نمبر 5 میں موجود ہیں۔ یہ بیٹے پہلے دار الرحمت قادیان اور ہجرت کے بعد دار الرحمت ربوہ میں مقیم رہے اور 27/اپریل 1962ء کو بعمر 71 سال وفات پا کر بوجہ موصی (وصیت نمبر 5830) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورۃ بنی اسرائیل کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ بنی اسرائیل

یہ مکی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو بارہ آیات ہیں۔اسے سورۃُ الْاِسْرَآء بھی کہا جاتا ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی ارتقاء کا مضمون جو گزشتہ سورت میں جاری تھا اسی کا ذکر اس سورت میں مذکور ہے ۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دکھایا گیا کہ جن نبوتوں کا اختتام فلسطین پر ہوا تیرا سفر وہاں ختم نہیں ہوتا بلکہ وہاں سے اور بلندیوں کی طرف شروع ہو جاتا ہے ۔چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا ذکر فرمایا گیا کہ گو حضرت موسیٰؑ بھی بہت بلندیوں تک پہنچے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتقاء اس سے بھی بہت بلند تر تھا۔

یہ سورت اب یہود کے ذکر کو اس طرح بیان کر رہی ہے کہ ان کو اپنے جرائم کی بنا پر اپنے وطن فلسطین سے نکال دیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے بہت ہی سخت نگران بندے ان پر مسلط کئے گئے تھے جو اُن کے شہر کی گلیوں میں داخل ہو کر تیزی سے آگے بڑھے اور تمام شہر کو ملیا میٹ کر دیا۔لیکن اللہ تعالیٰ پھر ان پر رحم فرمائے گا اور ایک اور موقع انہیں دے گا کہ وہ دوبارہ فلسطین پر قابض ہو جائیں جیسا کہ فی زمانہ ہو چکا ہے ۔لیکن یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کی اور اللہ کے بندوں کے ساتھ رحم کے ساتھ پیش نہ آئے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں فلسطین سے خود نکالے گا نہ کہ مسلمانوں سے جنگ کے نتیجہ میں، اور ان کی بجائے اللہ اپنے صالح بندوں کو فلسطین کا بادشاہ بنا دے گا۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو تب تک فلسطین پر غلبہ عطا نہیں ہوسکتا جب تک وہ اس شرط کو پورا نہ کریں کہ اللہ کے صالح بندے بن جائیں ۔

اس کے بعد ان برائیوں کا ذکر ہے جو یہودیوں میں ان کی سخت دلی کے زمانہ میں راسخ ہوگئی تھیں یعنی بخل، فضول خرچی، زنا، قتل و غارت، یتیم کا مال کھانا، بدعہدی، تکبر وغیرہ اور مسلمانوں کو ان سے باز رہنے کی تلقین کی ہے ۔

پھر اس سورت میں فرمایا گیا کہ جب تُو اس عظیم قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو یہ اس کو سمجھنے سے عاری رہتے ہیں اور ان میں شرک اتنا سرایت کر چکا ہے کہ جب تُو صرف اللہ کی وحدانیت کا ذکر کرے تو پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں ۔ ان کو کلمہ توحید میں کوئی دلچسپی نہیں رہتی ۔ چونکہ ان کے دلوں میں دہریت گھر کر جاتی ہے اس لئے یومِ آخرت پر سے بھی ان کا ایمان کلیۃً اٹھ جاتا ہے ۔ اور جو قوم آخرت پر یقین نہ رکھے اور اپنی جوابدہی کی قائل نہ ہو وہ اپنے جرائم اور گناہوں میں ہمیشہ بلا روک ٹوک بڑھتی چلی جاتی ہے ۔

اس کے بعد اُسی رؤیا کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کشف کے ذریعہ فلسطین کی حالت دکھائی گئی اور پھر مزید روحانی بلندیوں کی طرف کا اِسرآء ہوا۔

پھر جس شجرۂ ملعونہ کا ذکر ہے اس سے مراد یہودی ہیں جن کا سورہ فاتحہ کی آخری آیات میں ذکر ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ کے غضب کے نیچے بھی رہیں گے اور بندوں کے غضب کے نیچے بھی ۔ جو لوگ غضب اور انتقام کے عادی ہوں ان کی مثال آگ کی سی ہے جو نشو نما کو بھسم کر دیتی ہے اور جو منکسر مزاج بندے طِیْن کی خاصیت رکھتے ہیں، ہر قسم کی نشو نما انہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔پس اس ذکر کا یہ مطلب بنتا ہے کہ یہود ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیری کوششوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اور یہ سوچیں گے کہ یہ مٹی سے نشو نما پانے والے کیسے ہمارا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مگر تمام دنیا کی نشو نما اس بات کا ثبوت ہے کہ آگ کبھی اللہ کی قدرت سے پیدا ہونے والی نشو نما کو بھسم نہیں کر سکی ۔ تمام لہلہاتے ہوئے باغات اور سبزہ زار اس بات کے گواہ ہیں ۔

اس کے بعد قرآن کریم کی وہ آیات ہیں جو اَقِمِ الصَّلٰوۃَ سے شروع ہوتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محمود کا ذکر کرتی ہیں۔پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین جو کوشش آپ کو مذموم کرنے کی کر سکتے ہیں کرتے چلے جائیں مگر اس کے نتیجہ میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو بلند تر مقام کی طرف اٹھاتا چلا جائے گا۔ گویا آپؐ کے روحانی ارتقاء کو اس رنگ میں بھی اونچا فرمایا یہاں تک کہ آپ اس مقامِ محمود تک پہنچ جائیں گے جس تک کسی دوسرے کی رسائی نہیں ہوئی ۔ مگر یہ مقام یونہی نصیب نہیں ہوا کرتا اس کے لئے فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ فرمادیا کہ اس کے لئے راتوں کو اٹھ کر ہمیشہ دعائیں کرتا چلا جا۔

یہ دعویٰ کہ آپ واقعی مقامِ محمود تک پہنچائے جائیں گے عملاً بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دشمن نے پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا کہ جب آپ بظاہر مغلوب ہو کر مکہ سے نکلے تو اسی سورت میں ایک دعا کی صورت میں یہ پیشگوئی تھی کہ تُو دوبارہ اس شہر میں داخل ہو گا اور یہ اعلان کرے گا کہ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَہَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَہُوۡقًا کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل کے مقدر میں ہی بھاگنا ہے ۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے روشنی آجائے تو اندھیرا بھاگ جاتا ہے ۔

اس کے بعد آیت نمبر 86 روح کے متعلق ہے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب لوگوں نے کہا کہ ہمیں بتا کہ روح کیا چیز ہے اللہ تعالیٰ نے یہ جواب عطا فرمایا کہ ان سے کہہ دے کہ روح میرے ربّ کے امر کے سوا اور کچھ نہیں ۔

عیسائی حضرات عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رُوۡحُ اللّٰہ مانتے ہیں اور یہی لقب مسلمان بھی آپؑ کو دیتے ہیں مگر اس بات میں حضرت عیسیٰ کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں کیونکہ آپؑ بھی محض اسی طرح امر الٰہی سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ آغاز میں تمام زندگی امر الٰہی سے پیدا ہوئی ہے ۔

سورت کے آخر پر اس مضمون کو مزید کھول دیا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض اس لئے کہ وہ بن باپ کے تھا اللہ کا بیٹا قرار دینا بہت بڑا ظلم ہے ۔ پس تمام حمد اللہ ہی کی ہے جس کو کسی بیٹے کی ضرورت نہیں اور نہ اس کا کوئی ملکیت میں شریک ہے اور اسے کبھی ایسے ساتھی کی ضرورت نہیں پڑی جو گویا کمزوری کی حالت میں اس کا مددگار بنتا ۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 462-461)

بقیہ: آؤ اُردو سیکھیں...... از صفحہ 8

بائیولوجی، بزنس وغیرہ۔ لفظ علوم علم کی جمع ہے اور علم سے مراد تمام سائینسز ہیں۔

علومِ قرآنی: قرآنِ مجید کا علم

عظیم الشان: بہت بڑا، بہت نمایاں

دنیوی: دنیا کا

رسمی: Traditional

تقویٰ: خدا تعالیٰ کا خوف، خدا تعالیٰ سے تعلق، روحانیت

صرف و نحو: زبان کا علم، گرامر کا علم

طبعی: Physical Science/ Natural Science

فلسفہ: علم فلسفہ Philosophy

ہیئت: علمِ فلکیات (سیاروں، ستاروں، کہکشاؤں وغیرہ کا علم) Astronomy

طبابت: Medical Science

صوم وصلوٰۃ: نماز اور روزہ

امر الٰہی: خدا تعالیٰ کے احکامات۔

نواہی: وہ باتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

مدِّنظر: عمل کرنا۔ کوئی کام کرتے ہوئے وہ اصول جس کو سامنے رکھا جائے۔

قول وفعل: باتیں اور عمل

بسا اوقات: اکثر

عموماً: جو بات عام پائی جائے۔

ماہر: Expert

طلبگار: Seeker/ Researcher

دہریہ منش: خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرنے والے یا ایسے لوگوں کی نقل کرنے والے۔

فسق وفجور: بدیاں برائیاں اللہ تعالیٰ کے نافرمان۔

باوجودیکہ: Despite it

ارضی علوم: Secular/ Worldly Sciences

اسرار: سر کی جمع معنی راز، بھید۔

صنعتوں یا صنعتیں: صنعت کی جمع معنی انڈسٹری

مغربی روشنی: Western Culture

فلاح: Success/ Progress

امام بنالینا: Role Model

تقلید: Conformity

انصر رضا۔ واقف زندگی، کینیڈا

مبشرات سے شریعت۔شریعت سے مبشرات

غیر احمدی علماء نبوّت کے اختتام کی ایک یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ۔

(بخاری،کتاب التعبیر باب المبشرات)

نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا۔ پوچھا گیا کہ مبشرات کیا ہیں۔آپ نے فرمایا سچے خواب۔

حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَ النُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ قَالَ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ لٰكِنِ الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤْیَا الْمُسْلِمِ وَهِیَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَآءِ النُّبُوَّةِ۔

(ترمذی، ابواب الرؤیا باب ذھبت النبوۃ و بقیت المبشرات)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رسالت و نبوت منقطع ہوگئی پس اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔ یہ بات لوگوں پر بہت شاق گذری۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن مبشرات باقی ہیں۔لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا مسلمانوں کی خوابیں اور یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہیں۔

گویا سچے خواب بھی نبوت کا جزو ہیں۔نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا آغاز بھی ایسی ہی سچّی خوابوں یعنی مبشرات سے ہوا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عِنْهُ قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِیَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْیِ الرُّؤْیَا الصَّادِقَةُ فِی النَّوْمِ فَكَانَ لَا یَرَی رُؤْیَا اِلَّا جَآءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔

(بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی اور کتاب التعبیر باب اول مابدی بہ رسول اللہ ﷺ من الوحی الرؤیا الصالحۃ)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو وحی سچے خوابوں کے ذریعہ شروع ہوئی تھی اور آپؐ جو بھی خواب دیکھتے تھے وہ روزِ روشن کی طرح پوری ہوجاتی تھی۔

امین احسن اصلاحی صاحب رویا یعنی خوابوں کو وحی الٰہی کا ایک ذریعہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’رویائے صادقہ وحی الٰہی کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں پر جس طرح فرشتے کے ذریعے سے کلام کی صورت میں اپنی وحی نازل فرماتا ہے اسی طرح کبھی رویا کی صورت میں بھی ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔‘‘

(تدبر قرآن، جلد چہارم صفحہ 475 زیر تفسیر آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی…سورۃ بنی اسرائیل)

ان مبشرات کے بعد شریعت نازل ہونی شروع ہوئی جس کی تکمیل آیت اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ سے ہوئی (آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا)۔ تکمیل دین کے اس اعلان کے بعد نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ اب نبوت میں سے سوائے مبشرات یعنی رؤیائے صالحہ کے کچھ باقی نہیں رہا۔گویا نبوت کی ابتدا مبشرات یعنی رویائے صادقہ سے ہوئی جس کے بعد شریعت نازل ہونا شروع ہوئی۔23 سال میں نبوت کا ایک بڑا حصہ یعنی شریعت اکمل ہوگئی اور اس کا چھیالیسواں جزو یعنی مبشرات باقی رہ گئیں۔ ظاہر ہے کہ کسی چیز کا جزو وہی چیز ہوا کرتی ہے نہ کہ اس سے الگ۔ جیسا کہ چاولوں کی دیگ سے ایک پلیٹ چاول نکالے جائیں تو وہ پلیٹ والے چاول دیگ والے چاولوں کا جزو ہیں اس سے الگ کوئی چیز نہیں۔اسی طرح مبشرات بھی نبوت کا جزو ہیں یعنی نبوت ہی ہیں اس سے الگ نہیں ہیں۔ لہٰذا حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ سے ہر قسم کی نبوت کا ختم ہونا مراد لینا درست نہیں ہے۔

بقیہ: جوان بزرگ سید طالع احمد شہید ...... از صفحہ 9

جس کی شفاعت کا وعدہ آپ سے کیا گیا ہے۔ آخر میں پیارے طالع کو اپنے پیارے امامِ وقت کے الفاظ میں خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’اے پیارے طالع! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارے ان آخری الفاظ سے پہلے بھی مجھے پتہ تھا کہ تمہیں خلافت سے پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ ہر حرکت وسکون سے جب تمہارے ہاتھ میں کیمرہ ہوتا تھا اور میں سامنے ہوتا تھا تب بھی اور جب تم کیمرے کے علاوہ ملتے تھے۔ چاہے ذاتی ملاقات ہو یا دفتر کے کام سے تمہاری آنکھوں کی چمک سے اس محبت کا اظہار ہوتا تھا۔ تمہارے چہرے کی ایک عجیب قسم کی رونق سے اس محبت کا اظہار ہوتا تھا۔‘‘

پھر مزید فرمایا کہ

’’ایک ہیرا تھا جو ہم سے جدا ہوگیا ہے۔لیکن اس کا نقصان ایسا ہے جس نے ہلا کر رکھ دیا ہے۔اے میرے پیارے طالع! میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تم نے اپنے وقف کے اعلیٰ ترین معیاروں کو قائم کرلیا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 ستمبر 2021ء)

اس سے بڑھ کر فی زمانہ کون سا اعزاز ہوگا جو کسی کو اس کی خدمات پر ملتا ہوگا۔کون سا تمغہ اس عزت، محبت سے بڑھ کر ہوگا۔ ایسی مقبول خدمتِ دین جس کو نصیب ہوجائے کہ خلیفۂ وقت اتنے خوبصورت الفاظ میں خراج تحسین پیش کر دیں۔ اسے یہ یقین دلا دیں کہ تم نے وقف کے اعلیٰ ترین معیار کو حاصل کرلیا ہے۔ تم امتحان میں پاس ہو گئے۔ تمہیں قبول کرلیا گیا ان لوگوں کی فہرست میں جو چنیدہ ہوتے ہیں، مقربین ہوتے ہیں۔ تم جس نے تمام زندگی خلافت کی اطاعت میں گزاری، جاتے جاتے بھی تمہاری زبان پر وہی محبت تھی کیونکہ تم جانتے تھے کہ اسی محبت سے تمام تر ترقیات جڑی ہوئی ہیں۔ اسی سے ہم سب کی بقا ہے۔ خدا کرے کہ تمہارے خدا کی راہ میں بہے ہوئے تمام قطرات خون جماعت احمدیہ کے ترقی کے چمن میں آبیاری کرنے والے ثابت ہوں۔آمین اللّٰھم، آمین۔

*****

آج کی دعا

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۱﴾ (القمر:11)

ترجمہ: تب اس نے اپنے ربّ کو پکارا اور کہا کہ میں یقیناً مغلوب ہوں۔ پس میری مدد کر۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت کے حصول کی عاجزانہ دعا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو خدا کا پیغام بتمام وکمال پہنچا دیا اور انہوں نے مسلسل انکار کیا تو آپؑ نے خدا کے حضور یہ دعا کی۔ اللہ نے انکو سیلاب کے ذریعہ سے تباہ کیا اور اپنے نبی کی مدد ونصرت کی اور انہیں اور انکے متبعین کو اس عذاب سے محفوظ رکھا۔

یہ دعا حضرت اقدس مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کو 1883ء میں قرآنِ مجید کے الفاظ میں کچھ تغیر کے ساتھ الہام ہوئی تھی جو کہ یہ ہے:

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

میں مغلوب ہوں۔میری طرف سے مقابلہ کر۔

(تذکرہ صفحہ 71)

مرسلہ: مریم رحمٰن

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ذاتوں کا امتیاز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 31 مطبوعہ 2018ء یوکے)

مرسلہ: شیخ مجاہد شاستری۔ قادیان

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 19

حرفِ ربط Preposition

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ حروف دو یا دو سے زیادہ اشیاء میں پائے جانے والے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تعلق وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہوسکتا ہے اور کیفیت و حالت کے لحاظ سے بھی۔ مشکل الفاظ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم ان شاء اللہ آسان ترین الفاظ میں وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے۔ گزشتہ سبق میں ہم نے آگے اور طرف کے بارے میں پڑھا تھا آج ہم اس سے آگے کے حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ تاہم آج کے سبق میں تحقیق کے بعد حروفِ ربط کی ایک نئی فہرست پیش کی جارہی ہے اور کوشش ہوگی کے ان تمام حروف کو مثالوں سے واضح کیا جاسکے۔

فہرست حروفِ ربط

بنا، پر، تک، تئیں، سمیت، سے، کر، کو، کے، لیئے، میں، باہر، بغیر، پار، پاس، پیچھے، تلے، موافق، آگے، اوپر، بھروسے، بیچ، پرے، ساتھ، سامنے، سرے، سنگ، مارے، نیچے، ہاں، اندر، برابر، جز، روبرو، سپرد، گرد، نزدیک، باوجود، باوصف، بجائے، بجز، برخلاف، برعکس، درپے، درپیش، درمیان، باعث، بدلے، بعد، حوالے، خلاف، ذریعے، ذمے، سوا، سوائے، علاوہ، عوض، قبل، قریب، لائق، متعلق، مشابہ، مطابق، بدون، بغیر، مابین، ماتحت، بابت، بدولت، جانب، خاطر، معرفت، نسبت۔

نیچے وہ حروف دیے جارہے ہیں جن کا ذکر ہوچکا ہے

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف

آج کے سبق کے لیے جو حروف منتخب کیے گئے ہیں وہ ہیں 'نزدیک' اور بنا یا بغیر

Close/ near/ opinion/ affiliation/ association/ proximity نزدیک۔ قریب۔ پاس

ایک حرفِ ربط کی حیثیت سے 'نزدیک' بھی وقت اور جگہ کے لحاظ سے اشیاء کے درمیان پائے جانے والے تعلق کا اظہار کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ کسی چیز کا کسی دوسری چیز سے فاصلہ کتنا کم ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے ہم چند مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔

میرا گھر مسجد کے نزدیک ہے۔

یعنی میرے گھر سے مسجد کا فاصلہ بہت کم ہے۔

ہمارے گاؤں کے نزدیک کوئی بڑا ہسپتال نہیں ہے۔

یہاں مراد کافی زیادہ فاصلہ ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ گاؤں کے بالکل قریب کوئی ہسپتال نہیں بلکہ مراد ہے کہ تیس چالیس کلومیٹر تک کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ مگر اس کے لیے بھی نزدیک ہی کا حرفِ ربط استعمال ہوگا۔

نزدیک یعنی رائے

ہمارے استاد کے نزدیک اُردو پڑھنا بہت ضروری ہے۔

یہاں 'استاد کے نزدیک' کا مطلب ہے استاد کی رائے میں۔ یعنی استاد کے خیال میں اُردو پڑھنا بہت ضروری ہے۔

مالی قربانی سے انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک آجاتا ہے۔

یہاں 'نزدیک' سے مراد ہے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا، محبت پانا وغیرہ۔

زید بہت بیمار ہے۔ لگتا ہے اُس کا وقت نزدیک ہے۔

یہاں 'نزدیک' وقت کے لحاظ سے کسی واقعہ کا قریب ہونا ظاہر کررہا ہے۔ یعنی بیمار کی وفات قریب ہے۔

بکر کی شادی بہت نزدیک ہے

اس مثال میں بھی وقت کے لحاظ سے قریب ہونا مراد ہے۔

Closer/ nearer نزدیک تر

جب 'نزدیک' کے ساتھ 'تر' استعمال ہوتا ہے تو کسی کام کے جاری یا پروگریسو ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ مثالیں دیکھیے

سیلاب کا پانی شہر سے نزدیک تر ہوتا جارہا ہے۔

یعنی سیلاب کا پانی مسلسل آگے بڑھ رہا ہے اور نزدیک ہوتا جارہا ہے۔

Nearest/ closest نزدیک ترین

ایک اور استعمال 'نزدیک ترین' کا قریب ترین چیز کے لیے بھی ہوتا ہے۔ مثال دیکھیے۔

آپ کے گھر کے نزدیک ترین مسجد کہاں ہے؟

ہم اپنے گھر کے نزدیک ترین ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔

جدید اُردو بول چال میں 'نزدیک تر اور نزدیک ترین' کی بجائے 'سب سے نزدیک' استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح 'قریب' یا 'قریب ترین' بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انتہائی بے تکلفانہ بول چال میں 'پاس' استعمال ہوتا ہے۔ جیسے

میرے گھر کے پاس ہی ایک پارک ہے۔

ہمارے سکول کے قریب سے ریلوے لائن گزرتی ہے۔ بہرحال ان تینوں حروف کے بعض دیگر استعمالات بھی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

جیسے یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ میرے نزدیک (یعنی میری رائے میں) فلاں بات ایسے ہے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کے میرے قریب یا پاس فلاں بات ایسے ہے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ کے تعلق میں 'نزدیک اور قریب' تو استعمال ہوتے ہیں مگر 'پاس' البتہ عام بول چال میں خدا تعالیٰ کے 'پاس' جانے کا مطلب وفات پاجانا ہے۔

Have پاس

یہ حرف کسی چیز کی ملکیت کو ظاہر کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں دیکھیے۔

میرے پاس ایک کار ہے۔

یعنی میں ایک کار رکھتا ہوں۔

اس کے پاس بہت علم ہے۔

یعنی وہ بہت تعلیم یافتہ انسان ہے۔

Cross پاس

ایک اور استعمال اس حرف کا قریب سے گزرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جیسے۔

ایک کار میرے پاس سے گزری۔

Consideration/ regard/ respect پاس کرنا یا لحاظ کرنا

ایک استعمال اس کا یہ بھی ہے کہ کسی کو کہنا یا کسی سے چاہنا کہ وہ آپ کا یا کسی معزز انسان کا لحاظ کرے۔ یا وہ خود اپنے عہد کا خیال کرے اور اس کے لیے 'پاس کرنا' استعمال کیا جاتا ہے۔ مثالیں

انسان کو اپنے وعدوں کا پاس کرنا چاہیے۔

یعنی یہ انسان کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اختلاف کے باوجود اپنے وعدے پورے کرے۔

آپ میری ہی بات کا کچھ پاس رکھ لیتے۔

یعنی کچھ عزت دے دیتے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

علومِ ظاہری اور علومِ قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔ صرف ونحو۔ طبعی۔ فلسفہ۔ ہیئت وطبابت پڑھنے کے واسطے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ وہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور امرالٰہی اور نواہی کو ہروقت مدّنظر رکھتا ہو۔ اپنے ہر قول وفعل کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکومت کے نیچے رکھے بلکہ بسااوقات عموماً دیکھا گیا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اور طلبگار دہریہ منش ہوکر ہر قسم کے فسق وفجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آج دنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے۔ یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کررہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت ہی قابلِ شرم ہے۔ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے حالات جو کچھ شائع ہوئے ہیں ہم تو اُن کا ذکر بھی نہیں کرسکتے مگر علومِ آسمانی اور اسرارِ قرآنی کی واقفیت کے لیے تقویٰ پہلی شرط ہے۔

فرمایا:

میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دنیا کی توجہ ارضی علوم کی طرف بہت جھکی ہوئی ہے اور مغربی روشنی نے تمام عالم کو اپنی نئی ایجادوں اور صنعتوں سے حیران کررکھا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اگر اپنی فلاح اور بہتری کی کوئی راہ سوچی تو بدقسمتی سے یہ سوچی کہ وہ مغرب کے رہنے والوں کو اپنا امام بنالیں اور یورپ کی تقلید پر فخر کریں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 282، 283 ایڈیشن 2003ء)

مشکل الفاظ کے معنیٰ

ظاہری علوم: سکولوں، کالجوں اور دنیا کے اداروں میں پڑھائے جانے والے تمام علوم۔ جیسے فزکس، کیمسٹری،

بقیہ صفحہ 6 پر

صدف علیم صدیقی۔ ریجائنا کینیڈا

جواں بزرگ، سید طالع احمد شہید!!

؎ خاک میں ڈھونڈتے ہیں سونا لوگ
ہم نے سونا سپرد خاک کیا

محترم سید طالع احمد شہید کا ذکر خیر پیارے آقا کے خطبے میں سن کر ہر احمدی کا دل گداز اور ہر آنکھ اشک بار تھی۔سب ایسے فدائی اور گونا گوں خوبیوں کے حامل جوان بزرگ کی خوبیوں کو سن کر ششدر رتھے کہ کیسے اتنی چھوٹی عمر میں وہ ایسی مثالیں قائم کر گیا جو ہمیشہ دوسروں کے لیےمشعل راہ بنتی رہیں گی۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ ایسی بے مثال ہستیوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے دین کو دنیا پرمقدم کیا، جنہوں نے ایسی کامل وفا اور اطاعت گزاری کا نمونہ دکھایا کہ وہ ہمیشہ تاریخ احمدیہ میں زندہ و جاوید رہیں گے۔ سید طالع ایک ایسا ہی قیمتی وجود تھا جسے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہیرے سے تشبیہ دے کر جماعت کو اس کی قدر وقیمت سے بخوبی آگاہ کر دیا۔ خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا شہید سید طالع احمد پہلے شہید مرزا غلام قادر شہید صاحب کا داماد تھا۔

اس ضمن میں تذکرہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے ایک کشف کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ صاحبزادہ پیر سراج الحق رضی اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’ایک گھنٹہ ہوا ہوگا ہم نے دیکھا کہ والدہ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں۔ جب یہ آیت پڑھی:

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا

(النساء:70)

جب اُولٰٓئِکَ پڑھا تو محمود سامنے آ کھڑا ہوا۔ پھر دوبارہ اُولٰٓئِکَ پڑھا تو بشیر آ کھڑا ہوا۔ پھر شریف آ گیا۔ پھر فرمایا جو پہلے ہے وہ پہلے ہے۔‘‘

(تذکرہ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق حصہ دوم جدید ایڈیشن صفحہ 274)(تذکرہ صفحہ نمبر 679)

یعنی نبوت کے مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اور صدیقیت کے درجے پر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ تھے۔حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ کے حصے میں شہادت کا انعام آیا اور حضرت مرزا شریف احمد رضی اللہ تعالیٰ کے حصے میں صالحین کا درجہ آیا۔کشوف اور الہامات کا سلسلہ محض ایک انسان کے لیے نہیں ہوا کرتا بلکہ بسا اوقات یہ نسل درنسل چلتے ہیں۔ بڑی مدت بعد بھی بعض الہامات پورے ہوتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بے شمار رنگوں میں پورے ہوتے ہیں اور بہت جگہوں پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ کشف بھی حضرت مرزا غلام قادر شہید کی شہادت کے وقت بعینہ پورا ہوتا نظر آیا اور حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی امۃ اللطیف بیگم صاحبہ کے پوتے سید طالع احمد کی شہادت کے بعد یہ کشف دوبارہ اس رنگ میں پورا ہوتا دکھائی دیا۔مرزا غلام قادر شہید جو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے شہید تھے حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے اور طالع احمد شہید حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرنواسے۔ ان کا ایک خواب کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب آپ کو ذبح کرنے کے لیے بلا رہے ہیں بھی اسی الہام کے ذریعے پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے کہ شہادت کا درجہ حضرت مرزا بشیر احمد کے حصے میں آیا تھا۔ اور ان دونوں شہادتوں نے اس کشف کو پورا کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی خطبہ جمعہ میں سید طالع احمد شہید کے والد مکرم سید ہاشم اکبر کے ایک خواب کا بھی ذکر فرمایا جو انہوں نے اپنی شہادت کے بارے میں دیکھا تھا اور ویسا ہی خواب طالع احمد نے بھی دیکھا۔ تذکرہ میں اس بارے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خواب موجود ہے جو آپ نے مرزا مبارک احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے قبل دیکھا تھا:

’’تخمیناً اگست میں خواب دیکھا ہے آپ بہشتی مقبرہ میں ہیں اور قبر کھدواتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بعض اوقات اگر باپ خواب دیکھے تو اُس سے بیٹا مراد ہوتا ہے اور اگر بیٹا خواب دیکھے تو اس سے باپ مراد ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں خواب میں یہاں (بہشتی مقبرہ) آیا اور قبر کھودنے والوں کو کہا کہ میری قبر دوسروں سے منفرد ہونی چاہیے۔ دیکھو جو میری نسبت تھا وہ میرے بیٹے کی نسبت پورا ہو گیا۔

(تذکرہ صفحہ نمبر 517)

سید طالع احمد شہید جوانی میں ہی بزرگی پا گئے تھے۔عموماً سمجھا جاتا ہے کہ بزرگی کا تعلق عمر سے ہوتا ہے لیکن اصل بزرگ وہ ہوتا ہے جو خدا سے اپنا مضبوط ایسا تعلق جوڑ لیتا ہے جیسا محترم شہید کا تھا۔ جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’خلافت سے وفا اور اخلاص کا ایسا ادراک، دین کا گہرا علم رکھنے والے بھی نہیں سمجھتے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 ستمبر 2021)

بزرگی صرف عمر سے نہیں ہوتی۔ بزرگی تو عطا ہوتی انہیں ہے جو اسے حاصل کرنے کے لیے جدو جہد کرتے ہیں، مجاہدہ کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر

مبارک وہ جو اَب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

ایسے بزرگی رکھنے والے افراد کے متعلق ہی ہے جو آپ کے عہد بیعت میں آ کر عشق و وفا کی ایک نئی تاریخ رقم کر گئے ہیں۔ اکثر ہم جب بزرگانِ احمدیت یا اصحاب کے واقعات سنتے تھے تو یہی سوچتے تھے کہ وہ اُس دور کی باتیں ہیں، اس وقت الگ حالات تھے لیکن طالع ہمیں بتا گیا کہ نہیں نیکی کا یہ میدان تو کھلا ہے۔ خدا کا در تو ہمیشہ ہمیش اپنے مقربین کے لیے وا ہے۔ وہ زندہ خدا اب بھی توکل کرنے والوں کو ایسے ہی پاونڈ دے دیتا ہے جیسے حضرت میر ناصر نواب صاحب کے چندہ مانگنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے دیا تھا، جس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ اس کو کسی اور کا ہاتھ نہیں لگا۔ ہمارے یقین کرنے کی، توکل کرنے کی دیر ہے۔ وافوض امری الی اللہ پر عمل کرنے کی بات ہے۔ وہ اب بھی مشکلات میں آسانیاں پیدا کرسکتا ہے۔ وہ جو عسر و یسر کا مالک ہے، وہ جو قادر و توانا ہے، وہ جو رحیم و رحمان ہے اس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔ مغربی ممالک میں رہنے والوں کی اکثریت بھی یہی سوچ رکھتی ہے کہ ماحول کی تبدیلی کی وجہ سے بچوں کی تربیت بھی کچھ الگ نہج پر کرنی پڑتی ہے۔ یہاں کے بچے یہ نہیں کر سکتے، یہاں کے بچے وہ نہیں کر سکتے۔ طالع احمد اپنے عمل سے یہ بتا گئے کہ ان ممالک میں رہنے والے بھی اگر خدائی احکامات پر، قرآنی تعلیمات پر، خلیفۂ وقت کے فرمودات پر عمل پیرا ہونا چاہیں تو ہرگز مشکل نہیں ہے۔ اصل شرط نیت کرنے کی ہے۔ اصل زادِ راہ اھدنا الصراط المستقیم ہے۔جس کو یہ زادِ راہ حاصل ہو گیا وہ جلد یا بدیر قُربِ الٰہی کی منزل پر پہنچ کر ہی دم لے گا۔ اور اس منزل کے انعامات کے نتیجے میں باقی سب دینی اور دنیاوی افضال بارش کی طرح اس پر برسیں گے۔ ان شاءاللہ

اب ہمیں انفرادی طور پر اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارے اندر ایک عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار، خلافت کا اطاعت گزار، اسلامی تعلیمات پر پوری طرح سے کاربند، خدمتِ دین کا سچا جذبہ رکھنے والا طالع احمد موجود ہے۔ اگر نہیں تو اسے ڈھونڈنے، اسے بیدار کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ اجتماعی طور پر ہر گھر کا سربراہ اپنے افرادِ خانہ کے جائزے لے کہ کیا ان کے گھروں میں کوئی طالع احمد رہ رہا ہے۔ اسی طرح ہر ماں یہ جائزہ لے کہ کیا اس کی گود میں کوئی طالع احمد پل رہا ہے۔ فی الوقت ہمیں ایسے بہت سے طالع احمد جماعت کے لیے تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو تب ہی ہم اس قربانی کی قدر کرنے والے ہوں گے۔ ورنہ محض لفظ کچھ حقیقت نہیں رکھتے جس قدر بھی لکھ لیے جائیں۔ اگر ان کو پڑھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو انہیں ضبطِ تحریر میں لانے کا مقصد فوت ہو جایا کرتا ہے۔

طالع احمد اپنی جسمانی آنکھیں بند کر کے بہت سوں کی روحانی آنکھیں کھول گئے۔ وہ ہمیں بتا گئے کہ ایک حقیقی احمدی کا کیا مقام ہے ایک واقفِ زندگی کو تقویٰ اور اطاعتِ خلافت کے کس درجے پر فائز ہونا چاہیے کہتے ہیں کہ شہید کی موت قوم کی حیات ہوتی ہے تو اللہ کرے کہ طالع احمد کی شہادت ہمارے ایمان کو دوام بخشنے والی ہو۔ ہماری سستیوں، کمیوں، نااہلیوں کو دور کرنے والی ہو۔ہمیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا بنانے والی ہو۔ ہم صرف زبان سے We love Huzoor کہنے والے نہ ہوں بلکہ طالع کی طرح اپنے ہر ہر عمل سے یہ ثابت کر رہے ہوں کہ We love Huzoor ۔ ہم بھی توکل علی اللہ میں نور الدین بننے کی کوشش کریں۔ ہم بھی تہجد میں رو رو کر صراط مستقیم پر چلنے کی دعائیں مانگنے والے ہوں۔عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری روحوں میں جذب ہو۔ ایسا جذب ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک آتے ہی قطرات محبت ہماری آنکھوں سے رواں ہوں۔ ہمارا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کامل ہو کہ جب اپنی جان خالقِ حقیقی کے سپرد کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے نام سے ہمیں پکارا جائے۔ وہ حقیقی امتی

بقیہ صفحہ 7 پر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

مورخہ 16 ستمبر 2021ء کے روزنامہ الفضل آن لائن میں آپ کا اداریہ ’’عشق و مشک را نتواں نہفتن‘‘ پڑھا۔ آپ نے اس اداریے میں لکھا ہے کہ:
’’حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی تقاریر و خطبات میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ اوصاف اور خصوصیات کی وجہ سے چھوٹا محمد بننے کی کوشش کریں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اندر اُتارنے کی کوشش کریں‘‘

جیسے ہی خاکسار نے یہ سطور پڑھیں تو اپنے والد بزرگوار مکرم نذیر احمد خادم مرحوم کے عشقِ رسولؐ کے عنوان پر کی جانے والی تقاریر کانوں میں گونجنے لگیں جو آپ نے ضلعی سطح پر منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سیرت النبیؐ پر کیں تھیں۔ ان تقاریر میں اباجان، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اس قیمتی نصیحت ’’چھوٹا محمد بننے کی کوشش کریں‘‘ کی طرف تمام حاضرین کو بڑی شدومد سے توجہ دلایا کرتے تھے۔ خود بھی چھوٹا محمد بننے کی پوری کوشش کرتے اور اپنے بچوں اور احبابِ جماعت کو بھی اس طرف توجہ دلاتے۔ اس طرح میں نے پہلی دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ مبارک ارشاد اپنے اباجان کی زبانی سنا تھا۔ آپ کے اس مفید ومعلوماتی اور ایمان افروز اداریے نے اور بھی بہت سی خوبصورت باتیں یاد کرادیں مثلاً یہ کہ محبت بھی دوطرفہ ہوتی ہے۔ جہاں اللہ جلّ شانہ نے اپنے محبوب رسولؐ کو یہ اعزاز و اکرام بخشا ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک کہ اے محمدؐ! اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ وہاں میرے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰؐ نے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اس گرانقدر انعام و اکرام کا صحیح معنوں میں حق ادا کیا۔ خدا تعالیٰ کی اطاعت و عبادات کے زندہ و جاوید نمونے قائم کرکے، خون کے پیاسے جانی دشمنوں سے عفوودرگزر کرکے، وسعت حوصلہ اور اعلیٰ اخلاق سے لوگوں کے دلوں کو فتح کرکے، مظلوم انسانیت کو ظالموں کے چنگل سے آزاد کرکے اور تو اور پانچ وقت شراب کے رسیا اور بتوں کے پجاریوں کو خدائے واحد و یگانہ کی چوکھٹ پر کھڑا کرکے، یہاںتک کہ دشمن بھی اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کی بے پناہ محبت پر ’’عشق محمد ربّہ‘‘ پکار اُٹھا کہ محمدؐ تو اپنے رب پر عاشق ہوگیا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب جہاں صفاتِ باری تعالیٰ کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں وہاں آپؐ کی صفات جمیلہ اور اوصاف حمیدہ سے اپنی حسنِ عمل میں مزید نکھار پیدا کرنے والے بھی ہوں۔ اور اس کثرت سے فخرِ دوعالمؐ پر درود شریف بھیجیں کہ اس درود شریف کی برکت سے نہ صرف ہمارے آس پاس کا ماحول معطر ہوجائے بلکہ اس کی خوشبو سے تمام فضا بھی مہک اٹھے۔ آمین۔

بھیجے درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

- مکرم عبدالمجید زاہد۔ آسٹریلیا سے تحریر کرتے ہیں:

مورخہ 16 ستمبر 2021ء کا شمارہ موصول ہوا۔ سب مضامین بہت اچھے اور معلوماتی تھے. مکرم غلام مصباح بلوچ نے جو تعارف صحابہ کرامؓ کے عنوان سے سلسلہ شروع کیا ہوا ہے بہت اچھا ہے اسی طرح اردو سیکھیں کا تسلسل بھی معلوماتی ہے اور اردو سیکھنے والے استفادہ کر سکتے ہیں. اردو زبان کی ترویج اور ترقی میں جماعت احمدیہ کا کردار مثالی ہے اس حوالہ سے مکرم محمد امجد خان کا مضمون بہت ہی معلوماتی ہے. اللہ تعالیٰ ان سب لکھنے والوں کو جزا دے آمین.

- مکرمہ طیبہ منصور چیمہ۔ لندن سے تحریر کرتی ہیں:

ماشاء اللہ الفضل آن لائن اپنی ترقی کی طرف رواں دواں ہے اس میں بچوں کا جو پروگرام شروع کیا گیا ہے بہت دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ بچوں میں چھوٹی عمر سے مضامین لکھنے کا شوق پیدا کرنے کے لئے اچھی کاوش ہے۔ دوسرا سورۃ الفاتحہ کا تعارف ’فاتحہ‘ کی زبانی بہت ہی دلچسپ اور معلوماتی مضمون ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کاوشوں میں بے انتہا برکت ڈالے کہ الفضل کا حق ادا ہو جائے۔ آمین

- مکرم محمد ادریس شاہد۔ فرانس سے لکھتے ہیں:

مختلف عناوین پر بہت ہی دلچسپ اور پائیدار مضامین الفضل کی نذر کرنے پر دلی شکریہ قبول کریں۔ روزانہ ہی اخبار پر کر لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

اعلان نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 18/ ستمبر 2021ء بعد نماز عصر، مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ تمام فریقوں کے لئے یہ نکاح مبارک کرے۔
ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے تمام فریق مبارکباد قبول کریں۔

*عزیزہ غزالہ شکیل (واقفۂ نو) بنت مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب شہید (مربی سلسلہ برکینا فاسو)
ہمراہ عزیزم رافع احمد اعوان (واقفِ نو) ابن مکرم ناصر احمد اعوان صاحب
*عزیزہ عمرانہ رحیم (واقفۂ نو) بنت مکرم محمد رحیم الافضل صاحب (مربی سلسلہ)
ہمراہ عزیزم محمد ظفراللہ خان (واقفِ نو) ابن مکرم محمد ایوب خان صاحب (جرمنی)
*عزیزہ رمشا شکیل بنت مکرم شکیل احمد صاحب (سوانزی۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم فیضان احمد (واقفِ نو) ابن مکرم چودھری محمد یوسف صاحب (برمنگھم۔ یوکے)
*عزیزہ عیشہ معروج چیمہ بنت مکرم منصور محمود چیمہ صاحب (لندن۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم اظہر چیمہ (واقفِ نو) ابن مکرم اختر حسین صاحب (لندن۔ یوکے)
*عزیزہ مہرالنساء ملک بنت مکرم ملک مظفر احمد صاحب (لندن۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم شرجیل احمد ابن مکرم محمد سلیم صاحب (سکنتھورپ۔ یوکے)

نمازجنازہ حاضر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 14 ستمبر 2021ء بروز منگل، 12 بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم لئیق احمد طاہر صاحب ابن مکرم نذیر احمد صاحب (سابق مربی سلسلہ حال یوکے) کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور بیوی بچوں کا حامی و ناصر ہو۔

ادارہ الفضل تمام پسماندگان سے تعزیت کرتا ہے۔
آپ 8 ستمبر 2021 کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے میٹرک کے بعد اپنی زندگی وقف کی۔ 12 ستمبر 1970 کو جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور 30 اپریل 1978 کو شاہد کا امتحان پاس کیا۔ یکم مئی 1978 کو آپ کا تقرر بطور مربی ہوا اور 30 جون 2021 تک آپ نے نظارت اصلاح وارشاد، وکالت تبشیر اور ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد دعوت الی اللہ کے تحت پاکستان اور غانا میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کا عرصہ خدمت کم وبیش 43 سال پر محیط ہے۔ آپ نے بڑی محنت اور دیانتداری کے ساتھ اپنا وقف نبھایا۔ اللہ تعالیٰ پر بڑا توکل تھا۔ مشکل سے مشکل حالات میں بھی کبھی شکوہ نہ کرتے تھے۔ آپ کچھ عرصہ قبل اپنی اہلیہ کے ہمراہ بیٹی کے پاس یوکے آئے ہوئے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ آپ نے اپنی دو بیٹیوں کی شادیاں مربیان سے کیں۔ آپ مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب (ریٹائرڈ مربی سلسلہ یوکے) کے بہنوئی تھے۔
اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

طلوع وغروب آفتاب

30 ستمبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:56	18:09
مدینہ منورہ	04:56	18:10
قادیان	05:01	18:15
ربوہ	04:40	17:55
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:33	18:43